بیگ احساس
+919849256723

روحزن: شہر، بارش کا قہر اور نروان

رحمٰن عباس عصر حاضر کے اہم فکشن نگار ہیں۔ ''روحزن'' ان کا چوتھا ناول ہے۔ اس سے قبل ان کے تین ناول ''نخلستان کی تلاش'' ''ایک ممنوعہ محبت کی کہانی'' اور ''خدا کے سائے میں آنکھ مچولی'' شائع ہو چکے ہیں۔ رحمٰن عباس نے یہ ناول اپنی عمر کے بہترین حصے میں تخلیق کیا ہے اس لیے کمال فن کا سونا شعور کی دھیمی دھیمی آنچ میں تپ کر کندن بنتا نظر آ رہا ہے۔ روحزن نے شائع ہوتے ہی اردو کے اہم نقادوں کی توجہ حاصل کر لی۔ اس ناول کا ترجمہ جرمن زبان میں ہوا۔ رحمٰن کو جرمنی مدعو کیا گیا اور ناول کی قرأت اور اس پر گفتگو کا اہتمام بھی کیا گیا۔ ناول کی مقبولیت نے ان کے چاہنے والوں اور مخالفین، دونوں کو حیران کر دیا۔

رحمٰن ادب کی بین الاقوامی تحریکوں اور عصری رجحانات سے پوری طرح باخبر ہیں۔ وہ عالمی ادب کے منظرنامے سے گہری واقفیت رکھتے ہیں۔ ان کے ناول اردو کے عمومی مزاج سے مختلف ہوتے ہیں جو اردو والوں کو ردو قبول کی کشمکش سے دوچار کرتے ہیں۔ ان کے ابتدائی ناولوں کے خلاف ایسے سخت ردعمل کا اظہار کیا گیا کہ اگر رحمٰن عباس کے بجائے کوئی کمزور اعصاب والا ادیب ہوتا تو لکھنا چھوڑ دیتا۔ انہوں نے تلخ تجربات کا ذائقہ چکھا لیکن نہ تو بدمزہ ہوئے اور نہ اپنی خو بدلی۔ ''روحزن'' میں بھی ایسے کئی مقامات آتے ہیں جو اردو کی نازک طبع تہذیب کے تربیت یافتہ ذہنوں پر شاق گزر سکتے ہیں۔

''روحزن'' رحمٰن عباس کی اختراع کی ہوئی اصطلاح ہے جس کے متعلق وہ لکھتے ہیں:

''روح اور حزن کی آواز نیز ان لفظوں کے معنی لفظ 'روحزن' کی تشکیل کے وقت میرے ذہن میں تھے لیکن اس لفظ کو روح اور حزن کا مرکب نہ سمجھا جائے۔ 'روحزن' بہ طور سالم لفظ ایک ذہنی جذباتی اور نفسیاتی صورت حال کو پیش کرتا ہے۔ ناول میں اس کیفیت کی پیش کش کے ساتھ ایک نئے لفظ کو صورت عطا کرنے کی کوشش کی ہے۔'' (ص۔355)

ناول میں ایک کردار کی زبانی اس لفظ کی تشریح کچھ اس طرح کی گئی ہے۔

''والدین میں سے کسی ایک یا دونوں کی کسی اور سے جنسی وابستگی کو اگر بچہ اپنی آنکھ سے دیکھ لے تو یہ منظر اس کی روح کو پُرحزن کر دیتا ہے۔ یہ حزن روح میں چھید کر دیتا ہے۔ چھید کا

رقبہ وقت کے ساتھ بڑھتا جاتا ہے۔ یہ خالی رقبہ اپنے خالی پن کے سبب روح کا ایک مرض بن جاتا ہے۔ اس مرض کا آزمودہ اور آسان علاج انبساط جماع ہے۔ جنسی عمل میں اتنی طاقت ہوتی ہے کہ اس نادیدہ چھید کو رفتہ رفتہ مندمل کر سکتا ہے۔'' (ص۔333)

وہی کردار شروع میں بتاتا ہے کہ ''مجامعت روحزن کا آسان علاج ہے'' یہ ناول اس مرض کی تفتیش اور علاج کی تفصیل پیش کرتا ہے۔ رحمٰن عباس جس ذہنی، جذباتی اور نفسیاتی صورت حال کو پیش کرنا چاہتے تھے اس کے لیے انہیں کوئی مناسب لفظ کی تلاش تھی، شدید ضرورت کے تحت انہوں نے یہ اصطلاح وضع کی ہے۔ جس کا انہیں پورا حق حاصل ہے۔

''روحزن'' واردات قلب، ذہنی الجھنیں، محسوسات و کیفیات کی پیکر تراشی کا تجسیمی عمل ہے۔ اس ناول میں عورت اور مرد کے رشتے کی توضیح، خواب، خواہش، آرزو، نفس، جنس، اختلاط و اتصال کی تفہیم، عشق کی انتہا اور فنا کے مدارج کی تعبیر نئے زاویے سے کی گئی ہے۔ اس کے لیے انہوں نے ممبئی شہر کا انتخاب کیا ہے۔ شہر ممبئی ناول کے قلب میں ہے کہانی اور کردار حاشیے پر ہیں۔ رحمٰن عباس نے ممبئی کی روح بڑی دلسوزی کے ساتھ کشید کی ہے۔ انہوں نے ماہرانہ چابک دستی کے ساتھ ممبئی کے ذرّے ذرّے کو چمکایا ہے۔ اس ناول کے ذریعے انہوں نے ممبئی کی بازیافت کی ہے۔

اس ناول میں ممبئی کی جھونپڑپٹی، مشہور علاقے، جسم فروشی کے اڈے، سڑکیں، بازار، اشیائے خورد ونوش، لوکل ٹرینیں، انسانوں کی بھیڑ، ٹرایفک کے اژدھام کے ساتھ ساتھ ان دیکھی روحیں، فرشتے، دیوی، دیوتا، حشرت الارض، جنگلی کیڑے مکوڑے، چوہے، بلّیاں، گلہریاں اور مکھیاں، آسمان، سمندر، ہوا، بارش ایک ایسی دنیا خلق کرتے ہیں جو ہماری دیکھی ہوئی بھی ہے اور ہماری نظروں سے اوجھل بھی ہے۔ دیوتاؤں کا مکالمہ، فرشتوں کی بے بسی، تشنہ روحوں کا رقص، رنگ بدلتا آسمان، سمندر کا جوش، لہروں کا تموج، ہوا کا تمکین ذائقہ، بارش کا گلابی رنگ اور ان کے درمیان عشق کی مستی میں ڈوبے فنا کی منزل کے سفر پر رواں دو انسانی وجود ایک طلسمی کائنات کا جلوہ بکھیرتے نظر آتے ہیں۔

ناول کا پہلا جملہ ہے:

''اسرار اور حنا کی زندگی کا وہ آخری دن تھا''

آخری دن سے کہانی کا آغاز ہوتا ہے اور یہ پہلا جملہ حزن کا ماحول تیار کرتا ہے۔ اسرار اپنے والد کے انتقال کے بعد تلاش معاش میں ممبئی آتا ہے اور وہ جماعت کی کھولی میں گاؤں کے دیگر افراد کے ساتھ رہنے لگتا ہے۔ یہاں اسے ایسے دوست ملتے ہیں جن کے ساتھ وہ پہلی بار ممبئی دیکھتا ہے اور ممبئی سے عشق کرنے لگتا ہے۔ اس کی زندگی میں تین عورتیں آتی ہیں۔ مس جمیلہ جو اسے پہلی بار جسمانی لذت سے ہمکنار کرتی ہے۔ شانتی جو جسم فروش لڑکی ہے لیکن اس کی خیرخواہ ہے اور حنا جس سے وہ سچا عشق کرتا ہے۔ عشق کی انتہا فنا ہے۔ دونوں

کے وجود نقطۂ اتصال پر پہنچ کر فطرت میں جذب ہو جاتے ہیں۔ یہی کہانی ہے۔

کہانی کی یہ ڈور قدرے کمزور ہے۔ واقعات اور مکالموں کی کمی ہے۔ جسے ناول نگار جزوئیات نگاری اور فلسفیانہ موشگافیوں سے پورا کرتا ہے۔ جزوئیات نگاری کی یہ مثال دیکھیئے کہ کس طرح ناول نگار نے قوت شامہ کو لفظوں کے پیکر میں ڈھالا ہے۔ اسرار کا ممبئی میں پہلا دن اور کھولی کا سنڈاس:

''اسرار نے کیل کی رسی لیٹرن کے دروازے سے لگائی اور بیٹھ گیا اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھایا رہا اس اندھیرے میں کموڈ سے اٹھنے والی بدبو اس کے نتھنوں سے گزر کر اس کے پھیپھڑوں تک پھیل گئی۔ یہ بو تکلیف دہ تھی۔ اس سے پہلے کبھی ایسی بدبو کا سامنا نہیں کیا تھا۔ اس کے دل اور ذہن کے ساتھ ساتھ اس کی آنتوں کو بھی اس بدبو نے ادھ مرا کر دیا۔ وہ زور لگا رہا تھا کہ کسی طرح اس کے پیٹ میں جمع فضلہ اس کی مقعد سے گر جائے اور وہ باہر جا کر تازہ ہوا میں سانس لے۔

تھوڑی دیر میں ہلکا اجالا ہوا۔ اس اجالے میں اس نے دیکھا ایک کونے میں ماچس کی کچھ ادھ جلی تیلیاں پڑی تھیں۔ دو ایک جگہ موم بتی پگھل کر چپکی ہوئی تھی جس پر سگریٹ بجھائی گئی تھی۔ دروازے کا نچلا کونا سڑ گیا تھا۔ سڑے ہوئے کونے میں اس نے تین چار سفید کیڑوں کو ایک دوسرے پر رینگتے ہوئے دیکھا۔ پھر اس نے کموڈ کے منھ کی طرف دیکھا۔ ہلکے اجالے میں وہ دیکھ سکتا تھا کہ کموڈ کا منہ السرزدہ تھا۔ السر جگہ جگہ سے پھٹ گیا تھا اور بڑے بڑے پھوڑے نکل آئے تھے۔ ان پھوڑوں میں سفید کیڑے رینگ رہے تھے۔ ایک دو دس بیس جانے کتنے کیڑے۔ ایک کیڑا کموڈ سے نکل کر اس کی چپل پر چڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس نے فوراً تھوڑا سا پانی ڈالا۔ کیڑا بہہ گیا۔ لیکن جیسے ہی پانی کموڈ میں نیچے کی طرف گیا بدبو کا ایک بھبکا اٹھا۔ گویا بدبو کی لہریں فضلے کی نا قابل یقین لطافت کے نیچے قید تھیں۔ اس نے ناک پر انگلیاں رکھیں اور نظریں اوپر اٹھائیں۔ وہ مبہوت رہ گیا۔ سامنے لکڑی کے دروازے پر بے شمار فحش ڈرائنگ کے نمونے تھے۔ ان نمونوں کے ذریعے جنسی فعل کو انتہائی غیر شائستہ انداز میں پیش کیا گیا تھا۔ (ص۔29)

دیوار پر بنائی گئی فحش تصویروں' تحریروں' جذبات کا برہنہ اظہار' مسلمانوں میں جنسی برتری کا احساس......!! لفظوں کے ذریعے پانچوں حواس بیدار کرنے کی اتنی عمدہ مثال نہ رنگوں سے' نہ لکیروں سے' نہ فوٹو گرافی یا بت تراشی سے اور نہ موسیقی کے ذریعے پیش کی جا سکتی ہے۔ غیر شائستہ تصویروں کو دیکھ کر وہ ماحول کی گندگی سے بے خبر اپنے پہلے جنسی تجربے کی لذت میں کھو جاتا ہے۔

اسرار ممبئی کو اپنے دوستوں کے ساتھ پہلی بار دیکھتا ہے۔ ہر نو وارد کی طرح وہ ممبئی کے سحر میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ ممبئی دنیا کا واحد شہر ہے جس کا جادو سر چڑھ کر بولتا ہے۔ آدمی ہر سختی' گندگی' ذلت و اہانت

برداشت کرنے لگتا ہے۔ایک طرف شہر ممبئی کی چکا چوند دوسری طرف گندگی کے ڈھیر۔ممبئی میں اوسط طبقے کا کوئی وجود نہیں۔یا تو نچلا طبقہ ہے یا پھر اونچا طبقہ ممبئی دونوں کے لیے جینے کے اسباب مہیا کرتا ہے۔ممبئی خواب دکھاتا ہے۔ممبئی ہر حال میں جینا سکھاتا ہے۔اچھے دنوں کی امیدیں جگاتا ہے۔اسرار کی زندگی میں تین عورتیں آتی ہیں۔جمیلہ، شانتی اور حنا...... جمیلہ تشنگی و ہوس، شانتی دردمندی، دوستی اور حنا سچی محبت اور عشق کی علامتیں ہیں۔ان کرداروں کے ذریعے رحمن عباس نے جذبات واحساسات کے نئے منطقے دریافت کیے ہیں۔

نفس وخواہش '' بدن کی کھڑکیوں پر نفس کی خوابیدہ آرزوئیں ایک حدت سے بیدار کرتی ہیں۔اس حدت میں ایک طلسم پوشیدہ ہوتا ہے۔نفس کی خوابیدہ آرزوئیں اپنا راستہ خود تلاش کرتی ہیں۔'' (ص:38)

'' بے وفائی نفس کی دریافت کا وسیلہ ہے۔'' (ص:118)

''نفس کشی سے بہتر نفس سے لطف کشید کرنا ہے۔''(ص:227)

''خواہش ہر مٹی میں زندہ ہوتی ہے اور خواہش کا کوئی موسم نہیں ہوتا۔خواہش بیدار ہو تو اونچی سے اونچی دیوار عبور کرسکتی ہے۔خواہش آدم کی مٹی کا کلیدی عنصر ہے۔خواہش کی تسکین کایا کلپ کرتی ہے۔اسی لیے کئی بار خواہش نفس کو میٹا فورسس کے ذائقے سے آشنا کرتی ہے۔نفس بہت ساری علامتوں اور دوسرے مظاہر کی علتوں میں بدل جاتا ہے۔مرد کسی انجانے عہد کے ان دیکھے جانور میں بدل جاتا ہے اور عورت زمانہ قدیم کے کسی پرندے یا دوسرے مظہر میں تبدیل ہوجاتی ہے۔نفس دوسرے نفوس میں اپنا اظہار تلاش کرتا ہے۔خواہش فطرتاً موقع پرست ہوتی ہے اور اس کام میں پردۂ نفس کو بھی شکست دیتی ہے۔خواہش کا زہر بہت طاقتور ہوتا ہے۔وہ آنکھوں میں حدت کو ٹھنڈک کی صورت پیش کرتا ہے اور جلد کی بے تابی کو ایک کیف پرور موسیقی میں بدل دیتا ہے۔دل ساکت ہوجاتا ہے اور ذہن پر پردۂ غفلت چھا جاتا ہے۔ذات کے کمرے میں اندھیرا ہوجاتا ہے۔اس نیم اندھیرے میں نفس اپنے کپڑے بدلتا ہے۔اس نیم اندھیرے میں روح بھی کایا کلپ کے تماشے میں شامل ہوجاتی ہے۔ (ص۔39)

جذبہ اگر فراموش کرکے روح کی کال کوٹھری میں پھینک دیا جائے تو کسی دن زیادہ مبہم اور مہیب صورت میں بدن کی تلچھٹ سے نمودار ہوگا۔خواہش مرتی نہیں بلکہ اپنی کایا کلپ کرتی ہے۔ (ص۔220)

جنسی عمل : جنسی عمل ایک جذبہ بے پیر ہے۔ایک خودساختہ قوت ہے جوخودآ گاہ اور خودگام ہے۔اس تارِنفس کوکوئی راستہ نہیں بتا تا راستہ خود بن جا تا ہے۔جذبہ عشق کی طرح جذبِ مجاست بھی بے خطر آتشِ نمرود کی طرف بڑھتا ہے۔(ص۔90)

جنسی عمل یقیناً بیشتر اوقات عشق کی نسبت قوی جذبہ دکھائی دیتا ہے اور ہوتا بھی ہے۔عشق جنسی عمل کے مقابل لطیف جذبہ ہے لیکن اس لطافت میں امکانات وحشت کے ہیں۔عشق کے آسان جذبے میں ایسی چنگاریاں ہوتی ہیں جو نفس، روح اور جسم تینوں کو بیک وقت بھسم کر سکتی ہیں۔بشرط چنگاریاں دودلوں میں یکساں آنچ رکھتی ہوں۔ (ص۔229)

''اس نے سمندر کی لہروں کو بتایا کہ محبت کے لیے جنسی جذبے کی شدت لازمی نہیں۔سمندر کی لہروں نے اس کے علم میں اضافہ کرتے ہوئے اسے بتایا کہ بالکل اسی طرح جنسی عمل بھی محبت کا محتاج نہیں۔جنسی عمل خود مختصر ہے جس طرح عشق خود مکتفی ہے (ص۔293)

روح : ''جنسیت روح کی بھوک ہے اور روح جب آزاد ہوتی ہے تو اس کا رقص اس جذبے کی سرشاری میں پنہاں ہوتا ہے۔(ص۔169)

''بدن روح کی بھٹی ہے اس میں پگھل کر روح کندن بنتی ہے۔اس کی چمک میں اضافہ ہوتا ہے۔جنسیت کے حسن کا شعور نہ ہوتو آدمی اور رینگنے والے کیڑے میں کوئی فرق نہیں۔سیکس میں احساس عشق شامل ہو جائے تو روح رفعت کا تجزیہ کرتی ہے اور یہ ارتقاع روح کی سب سے بڑی اڑان ہے۔''(ص۔177)

''کیا واقعی آنکھ روح کا گھر ہے۔'' اپنے اس خیال کو اس نے رد کیا اور خود سے کہا'' روح کا گھر وہ خواہش ہے جو دوسرے جسم میں پناہ تلاش کرتی ہے'' (ص۔197)

'' روح کی تاب اس کی خودی ہوتی ہے۔یہ تاب زائل ہو جائے تو بدن اور روح خودسپردگی پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔روح اپنے سارے کواڑ مسمار کر کے اس کی بانہوں میں پناہ تلاش کرتی ہے جس کے وہ تابع ہو جاتی ہے...... روح جسم کا پاس ورڈ Password خود طے کرتی

ہے۔ایک جسم دوسرے جسم میں جھانکنے سے پہلے آنکھوں میں موجود پاسورڈ ملاتا ہے۔(ص۔233)

'' دل روح کا گھر ہے '' (ص۔286)

عشق: جذبہ عشق موجود ہو تو مٹ نہیں سکتا اور جذبہ عشق موجود نہیں ہو تو کوشش کر کے پیدا نہیں کیا جا سکتا۔عشق اعتبار کا امتحان نہیں لیتا اور نہ ہی وفا کا تقاضا کرتا ہے۔عشق جذبہ ایثار اور جذبہ خود سپردگی سے معمور ہوتا ہے۔(ص۔235)

''ہر چیز ہوس ہے عشق بھی ہوس کی ایک شکل ہے جس کا کوئی اعتراف نہیں کرتا......ہوس اصل میں خواہش ہے۔خواہش کچلنا غیر فطری ہے۔غیر فطری کام کے نتائج غیر متوقع ہوتے ہیں۔''(ص۔222)

محبت اور سیکس :محبت اور سیکس دو الگ جذبے اور خود مکتفی جذبے ہیں ان کو ایک دوسرے سے مربوط کرنا لازمی نہیں ہے۔آزادانہ جنسی تعلق طوائفیت سے مختلف ایک ضرورت زندگی ہے جس کی بنیاد پسندیدگی اور سہولت پر ہوتی ہے جب کہ اس کا مقصد لطف اندوزی' ذات کی الجھن سے نجات' تلاش اطمینان قلب یا کوئی دوسرا ہو سکتا ہے۔
محبت پر مبنی صرف وہ رشتہ ہوتا ہے جس میں مرد اور عورت دونوں ایک دوسرے کو غیر مشروط طور پر بے پناہ پسند کرتے ہوں اور پسندیدگی وقت کے ساتھ ارتقا پذیر ہو۔محبت کوئی مستقل جذبہ نہیں ہے بلکہ یہ ایمان کی طرح گھٹتا بڑھتا رہتا ہے......
محبت زوال پذیر ہو جائے تو ایک مرحلہ ایسا آتا ہے جب رشتہ کوڑھ میں بدل جاتا ہے۔ (ص۔267)

'' سیکس محبت کی فطری پناہ گاہ ہے اُس سے انکار نفس اور محبت دونوں کا انکار ہے......سیکس بدن کی کھڑکیاں کھولتا ہے جس سے روح میں روشنی پھیلتی ہے اس روشنی سے روح کی کئی بیماریاں ٹھیک ہو جاتی ہیں۔''(ص۔332)
ان اقتباسات سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ رحمن عباس نے عورت اور مرد کے درمیان پیدا ہونے

والے ہر جذبہ پر کسی جاں سوزی سے غور کیا۔ ان جذبات کے مختلف رنگوں میں جو ہلکا سا فرق ہے اس کو واضح کیا۔ کون سا جذبہ کب اور کیوں پیدا ہوتا ہے۔ کون سا جذبہ کس جذبے پر انحصار کرتا ہے' کون سا جذبہ خود مکتفی و آزاد ہے اور کون سا جذبہ خود کفیل ہے۔ کس جذبے کو کچلنے سے خراب نتائج برآمد ہوتے ہیں اور کس جذبے کی کیا اہمیت ہے۔ محبت' عشق اور سیکس میں مماثلتیں تلاش کیں اور اختلاف کو خوب صورتی سے ابھارا۔ سارے مباحث کے بعد رحمن عباس اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ سب سے افضل جذبہ ''عشق'' ہے۔ جنسی عمل میں احساسِ عشق شامل نہ ہو تو ایک آنچ کی کسر رہ جاتی ہے۔ عشق کی لذت سے آشنا ہونے کے بعد کسی اور سے جسمانی تعلق بے معنی عمل بن جاتا ہے۔

''روحزن'' میں خواب' اساطیر' فوق فطرت عناصر' قدیم کتابوں اور پرندوں و کیڑے مکوڑوں کا استعمال برمحل کیا گیا ہے جس سے ایک طلسمی فضا بنتی ہے۔ ہمارے قدیم قصوں میں خوابوں میں بشارتیں ہوا کرتی تھیں۔ رحمن عباس نے بھی خوابوں کا استعمال خوب کیا ہے۔ اسرار پہلے ہی دن ممبا دیوی کو خواب میں دیکھتا ہے۔ حنا سے ملاقات ہونے کے بعد وہ یہی خواب دوبارہ دیکھتا ہے جہاں ہر شئے کالی ہے۔ ممبا اسے کشتی میں بیٹھنے کے لیے کہتی ہے وہ کشتی میں بیٹھ جاتا ہے اور کشتی از خود چلنے لگتی ہے اور کنارہ نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ ناول نگار خواب کے ذریعے اسرار کی مختصر زندگی کی بشارت دیتا ہے۔ اسرار اپنے ایک اور خواب کے بارے میں شانتی کو بتاتا ہے جس میں ایک عورت اس کے ساتھ روپ بدل بدل کر سمبھوگ کرتی ہے۔ شانتی اسے بتاتی ہے کہ اپنے سب سے قریبی رشتے دار کے ساتھ مباشرت اس بات کی علامت ہے کہ ہمارے دل اور روح کو ہمارے سب سے قریبی لوگوں نے تکلیف پہنچائی ہے۔ محمد علی جب فسادات کی تفصیلات سناتا ہے تو اسرار ایک خواب دیکھتا ہے جس میں حنا بھی ہے۔ ایک چمک دار دھواں ہر طرف پھیلا ہوا ہے اس کا جسم لطیف ہو گیا ہے اور وہ بادلوں کے درمیان اڑ رہا ہے۔ وہ جس سمت جا رہا ہے اس طرف اندھیرا ہے۔

حنا ایک عجیب و غریب طویل خواب دیکھتی ہے۔ جس میں پیر صاحب ایک کتاب چوہے اور چوہے کی روح والا بچہ ہیں۔ جب یہ بچہ جوان ہوتا ہے تو اس کی مہک سے عورتیں قوتِ شہوانیہ کی معراج پر پہنچ جاتی ہیں۔ اُتو Uttu' ننا اور ان کی بیٹی اس نوجوان کا قتل کر دیتی ہیں۔ خواب کا اختتام حنا کی ماں درخشاں کی کٹی ہوئی گردن پر ہوتا ہے۔ ممبا دیوی کا بھگت کنڈکٹر ممبا دیوی کا خواب دیکھتا ہے جس میں ایک پاگل روح' طوائفوں کی روحوں کے بارے میں متواتر لکھ رہی ہے۔ یہ روح ایک مہا پرش اردو بھاشا کا ساہتیہ کار ہے۔ اس نے ستر لاکھ صفحات لکھ رکھے ہیں لیکن وہ کہتا ہے ابھی زہر باقی ہے۔ ممبا دیوی فرشتے کو واپس لوٹ جانے کے لیے کہتی ہے کیوں کہ اس مہا آتما کو وردان پراپت ہے کہ سرشٹی کے انت تک دوسری اداس اتماؤں کو نروان پہنچانے کے لیے ان کی آتما کے زہر کو کاغذ پر اتارے۔ یہ سعادت حسن منٹو کی جانب صاف اشارہ ہے۔

اسرار سے ملاقات کے بعد حنا ایک حسین خواب دیکھتی ہے۔ آدم و حوا کا خواب۔ یہ ''بیت

الارواح'' ہے جہاں ان دونوں کی روحیں پہلی بار جسم کے سانچوں میں ڈالی گئیں۔ یہاں یادداشت فراموشی میں بدل جاتی ہے۔''بیت الارواح'' کی ہر شئے ان کی خوشنودی اور دل جوئی کے لیے خلق کی گئی تھی تاکہ ان کے اندر وہ احساس پیدا نہ ہو جو احساس ان کے خالق میں پیدا ہوا تھا۔ خالق کے حریف نے تخلیق کے تجربے کو ناکام کرنے کا عہد کیا۔ اس نے اسرار اور حنا کو پھل چکھنے کی طرف راغب کیا تاکہ وہ ایک لمحے کے لیے بھی ایک دوسرے کو بھول نہ پائیں۔ دونوں پھل چکھتے ہیں اور ایک دوسرے کے بدن کے ذائقہ بھی چکھتے ہیں۔ اب انہیں بیت الارواح میں کسی دوسری شئے سے دلچسپی نہیں رہتی۔ جسم کا ذائقہ ان کی یادداشت کو استحکام بخشتا ہے۔ خالق تجربے کی ناکامی پر برہم ہوتا ہے۔ جب عشق اپنی انتہا کو پہنچتا ہے تو وہ سحر بھی ٹوٹ جاتا ہے جس میں وہ گرفتار تھے۔ وہ شاخ کی طرف دیکھ کر زار زار رونے لگتے ہیں۔ یہ شاخ اسی پیڑ کی تھی جس کا پھل کھانے سے ان کے خالق نے انہیں منع کیا تھا۔

آدم اور حوا کے خواب کی پیش کش سے رحمن عباس نے یہ دکھانے کی کوشش کی ہے حزن ازل سے عشق کا مقدر ہے۔

انسان جانوروں' پرندوں اور حشرات الارض کی اہمیت کو بھولتا جا رہا ہے جو خلیفۃ الارض کی توجہ کے طلب گار اور اس کے مونس اور غمگسار ہوتے ہیں۔ یہ پرندے' حشرت الارض اور چھوٹے موٹے جانور رحمن عباس کی دنیا کا حصہ ہیں۔ اسرار پہلی بار جمیلہ مس کے گھر جاتا ہے تو یہ منظر نئی معنویت پیدا کرتا ہے۔

''دو چار پرندے اڑے اور فوراً املی اور آم کے پیڑوں کے درمیان غائب ہو گئے۔
کھڑکی کے قریب ایک جامن کا پیڑ تھا اس پر ایک چمگادڑ رہتا تھا۔ پیڑ کی شاخ پر ایک سنہری پروں والی چھوٹی چڑیاں بیٹھی تھی۔ رہ رہ کر وہ مدھم آواز میں گاتی تھی۔ اس کی آواز پر چمگادڑ کے بدن میں ارتعاش ہوتا۔ مابعد مورفو میں یہ بات مشہور تھی کہ جس پیڑ پر چمگادڑ بسیرا کرتا ہے اُس پیڑ پر ناآسودہ روحیں ملن کے لیے آیا کرتی ہیں۔''

جمیلہ مس کی روح ناآسودہ تھی۔ ایک تشنگی تھی جس کا ازالہ وہ آنے والے لمحوں میں کرتی ہے۔

کماٹی پورہ کی نیپالی لڑکی۔ گدھ' نیم مردہ کبوتر' خارش زدہ چوہے' مرغی کی بوٹی پر مکھیاں اور مچھر' چاول کے دانے پر پیر پھیلائے لیٹا جھینگر' خارش زدہ چوہوں کا بوٹی کے لیے چھینا جھپٹی کرنا اور گدھ کا ان کی طرف حقارت بھری نظر سے دیکھنا۔ اسی تحقیر آمیز نظروں سے ریستورنت کے کاونٹر پر بیٹھا ہوا باریش سفید کرتے والا آدمی اس نیپالی لڑکی کو دیکھتا ہے۔ یہ منظر حقارت کی شدت کا احساس دلاتا ہے۔

بارش کی آمد کے ساتھ ہی پرندوں اور حشرات الارض کا ردِ عمل دیکھیے:

''کالے آسمان میں برقی رو دوڑتی تو ممبئی کی زیر زمین نالیوں میں خاموشی سو رہے جھینگر سرسرائے اور یہاں وہاں بھاگنے لگتے۔ ممبئی کی فٹ پاتھ کے اطراف کے بلوں میں زندگی

گزارنے والے چوہوں نے بادلوں کو شہر پر رقص کرتے دیکھا اور سب ایک ساتھ سڑکوں سے غائب ہو گئے۔ چوہوں کی آواز میں کوئی پیغام تھا جسے کبوتروں، چیلوں، کویلوں اور فاختاؤں نے پڑھ لیا۔"

قدرت کے اس انجانے نظام کی انہوں نے کتنی معنی خیز تصویر کشی کی ہے۔ یہ سب اشارے ہیں جن کی معنویت کو سمجھنا خلیفۃ الارض کا کام ہے۔ یوسف اور ایمل جب پاروتی ہل جاتے ہیں تو ایک چمکیلا، تانبے کی رنگت والا بڑا کیڑا اڑتا ہوا آتا ہے اور ایمل کی پیشانی سے ٹکرا کر ٹیبل پر گرتا ہے۔ ایمل کیڑے کو پکڑنے کی کوشش کرتی ہے لیکن وہ اڑ کر سڑک کی طرف چلا جاتا ہے۔ یوسف کو ایمل کی مقناطیسی قوت کا احساس ہوتا ہے۔ اس مقناطیسی قوت کو وہ کیڑے کی وجہ سے محسوس کرتا۔ رحمن عباس لکھتے ہیں:

"وہ چہرہ جو جذبہ جنسی عمل کو ایک طوفان میں بدل دے کیا وہ صرف ایک توانا مقناطیسی قوت ہوتی ہے یا کوئی غیر واضح سیاہ شگاف جس میں شخصیت اور نفس دنوں ڈوب جاتے ہیں؟ ایمل کی آنکھوں کو کیڑا کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا جس کی وجہ شاید یہ بھی تھی کہ اس کی روح کی آنکھیں یوسف کی آنکھوں کی تڑپ، وحشت اور التہاب کو محسوس کر رہی تھیں۔ (ص۔169)

ووی اور داریوس کی ملاقات کے وقت کیڑوں کا رد عمل:

"دونوں پانی میں قدم آگے بڑھانے لگے۔ ان کے اطراف ایک تتلی، چار ڈریگن فلائی (بھنبھیری) اور ایک جنگلی کیڑا اڑ رہا تھا۔ چشمہ جس چٹان سے ابل رہا تھا وہاں ایک پتھر پر کیٹر پلر (سنڈی) سو رہا تھا۔ کیٹرپیلر کی جلد کے ریشے سورج کی ہلکی روشنی میں چمک رہے تھے۔ ووی اور دیورس کو آگے بڑھتا دیکھ کر تتلی، ڈریگن فلائی اور جنگلی کیڑا ہوا میں کچھ اوپر اڑے اور یکا یک مڑ کر کھائی کی طرف چلے گئے۔ کیٹرپیلر نے کروٹ لی اور تھوڑا پتھر کے پیچھے ہو گیا۔" (ص۔219)

اخبار کے ٹکڑے پر لکھی عبارت "پولیس تحویل میں خواجہ مہندس کا قتل" "نفرت کی فصل اب کتنے لگی ہے" پڑھنے کے بعد اسرار آگے بڑھتا ہے تو ایک بلی کا بچہ ایک نالی کے دہانے پر مرا پڑا ہے۔ بلی کے بچے کی ایک آنکھ باہر نکلی ہوئی ہے۔ بارش کے پانی میں جسم کا سارا خون بہہ چکا ہے۔ سڑک کے دونوں کنارے پھرا دیکھ کر وہ سوچتا ہے پھرا کہیں طوفان میں بدل کر شہر کو نیست و نابود نہ کر دے۔ وہ چوہے کی جسامت والی عجیب مخلوق کو دیکھتا ہے۔ چوہے نما انسان ایک دوسرے کو نگل رہے ہیں، ان کی تعداد بڑھتی ہی جا رہی ہے۔ ایک دن یہ مخلوق اس دیوار کو چاٹ کھائے گی جس کے پیچھے یاجوج ماجوج ہیں۔ یہ پیش گوئی ممبادیوی نے ایک راکشس سے کی تھی۔

رحمن عباس ہندو دیومالا اور اساطیر کے خمیر سے ایک نئی فضا تعمیر کرتے ہیں جو ہمیں ایک جادوئی دنیا

میں لے جاتی ہے۔صرف ایک مثال پیش ہے۔

''جب اس لڑکی کے سامنے پہنچا عین اسی وقت سورج غروب ہوا دن اور رات یکساں طور پر منقسم ہوئے۔اس لمحے ممبا دیوی اپنے مندر میں نہیں تھی۔ایک پل میں اس نے بحرِ عرب کو پار کیا۔بلوچستان کے ساحلی علاقے گوادر سے ہو کر وہ ایرانی علاقے ''چابہار'' پہنچی۔گوادر سے چاہ بہار سات سو بیس کیلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے لیکن ممبا دیوی پلک جھپکتے وہاں پہنچ گئی۔چاہ بہار ایران کی ایک ساحلی پٹی ہے جہاں سے چالیس کلومیٹر دور انکی (Enki) کا ایک مندر ہے جسے زرتشتوں کے ایک قبیلے نے پندرہ سو برسوں سے خفیہ طور پر تحفظ فراہم کر رکھا ہے۔(انکی کا مطلب: زمین کا خدا) اس مندر میں ہزاروں سال پرانی ایک مورتی ہے لیکن زرتشتوں نے مورتی کو سات حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔سخت گیر افراد یا ریاستی ملازمین کی آمد پر وہ انکی کے حصے الگ الگ مقامات پر چھپا دیا کرتے تھے۔یہ قبیلہ ہمیشہ سنسان اور بیابان علاقوں میں قیام کرتا تھا۔اس کی اپنی ایک الہامی کتاب تھی جس کا بہت سارا متن زبور سے مشابہت رکھتا تھا۔انکی کے پاس نفس اور تہذیب اور تمام جادوؤں کا علم تھا۔انکی کو زیرِ زمین شفاف پانی کا خدا بھی تصور کیا جاتا تھا اور ممبا دیوی جس نے صرف کھارے پانی پر گزارا کیا تھا اسے شفاف میٹھے پانی میں کچھ عرصہ گزارنے کی چاہت تھی۔کہتے ہیں کہ نمو جو انکی کی ماں ہے اس کا دیدار بھی ممبا دیوی کر چکی ہے۔نمو بحرین میں رہا کرتی تھی جہاں عرب سمندر کا پانی خلیج فارس کے نمکین پانی سے ملتا ہے پانی کے اس اختلاط کو سمری زبان میں نمو کہا جاتا تھا۔انکی کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنی بیٹی ننسار کے ساتھ مباشرت کی تھی اور اپنی بیٹی ننکورا سے بھی اس کا اختلاط رہا۔انکی کی اس مباشرت کا ایک سبب اس کے نفس کی تنہائی بتایا جاتا ہے۔

انکی دراصل مٹی اور پانی کے رشتے سے متشکل ہونے والی زندگی کی علامت تھی اور ممبا دیوی انکی کی بیٹیوں سے ان کی کہانیاں سننے کی متمنی تھی۔انکی نے ممبا دیوی سے کہا تھا کہ وہ ہر فال اکینوکس کے دن تشریف لائے۔ایک دن ایسا آئے گا جب شام ڈھل جائے گی اور سرخ چاند رات میں آسمان پر دکھائی دے گا اُس دن اس کی ساری بیٹیاں اس کے سامنے ہوں گی''

(ص۔125)

رحمٰن عباس نے ممبا دیوی کی قربت خلیجی ممالک کے اساطیر سے بھی دکھائی ہے۔کہیں کہیں اسلامی اساطیر بھی نظر آتے ہیں۔

اگر روحزن روح کا وہ چھید ہے جو والدین میں سے کسی ایک یا دونوں کی کسی اور سے جنسی وابستگی کو اگر بچہ اپنی آنکھ سے دیکھ لینے سے بنتا ہے تو اسرار، شانتی اور محمد علی ایسے ہی کردار ہیں۔اسرار نے اپنی ماں کی جنسی

وابستگی چچا کے ساتھ دیکھی تھی۔اس کے چچا اکثر رات دیر گئے آیا کرتے اور فجر کی اذان کے وقت چلے جاتے تھے۔شانتی نے شیوسینا شاکھا پرکھ اور ماں کو ناقابل بیان حالت میں دیکھا تھا۔محمد علی کی ماں نے اس کے باپ سے بے وفائی کی اور کسی کے ساتھ فرار ہوگئی تھی۔محمد علی کے باپ نے دوسری شادی کر لی۔محمد علی کی سوتیلی ماں ایک اچھی عورت ہے لیکن محمد علی کو اپنی ماں کا غم تھا۔اگر وہ کسی کے ساتھ بھاگی تھی تو اسے اپنے ساتھ کیوں نہیں لے گئی۔اور اپنی ماں کو معاف کرنے تیار تھا لیکن یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کہاں ہے۔یہ حزن اس کے وجود میں کینسر کی طرف پھیلتا جا رہا تھا۔تینوں کردار ''روحزن'' کی نفسیاتی صورت حال کا شکار تھے۔اسرار عجیب وغریب خواب دیکھتا ہے۔ایک مسلسل کرب میں مبتلا رہتا ہے۔شانتی جانتی تھی کہ ایسے خواب آدمی کب دیکھتا ہے کیوں کہ یہ اس کا بھی درد تھا۔

اسرار ایک عام نوجوان ہے۔اُس کی آباء واجداد خراساں سے ہندوستان آئے تھے۔اس کے پردادا خراساں کے جنوب میں ''دشت ترمذی'' میں حکیم تھے۔قبیلہ زرتشاں ترمذی کی معروف شخصیت تھے جان کی امان کی خاطر مذہب اسلام اختیار کیا لیکن تادم مرگ اپنی بے بسی پر غم زدہ اور افسردہ رہتے تھے۔اسرار کی آنکھوں میں جو ایک ہلکی سنر مائل جھلک تھی اس کا جنیاتی خاکہ قبیلہ زرتشاں ترمذی کے رمز اپنے اندر سمائے ہوئے تھے۔اس طرح کی آنکھیں مابعد مورفو کے چار پانچ خاندانوں میں پائی جاتی تھیں۔یہ کنبے ایران اور شیشتان سے ہجرت کرنے والے زرتشوں پر مشتمل تھے جن کے اجداد سندھ کی پٹیوں سے ہوتے ہوئے ڈیڑھ دوسو سال پہلے کوکن میں آ کر بس گئے تھے۔اسرار کے والد ملک دیشکھ سمندر میں مچھلیاں پکڑ کر فروخت کرتے تھے یہی ان کا کاروبار تھا۔ان کی کشتی سمندر کے بھنور میں پھنس جانے سے ان کا انتقال ہو جاتا ہے۔ماں سوکھی مچھلیوں کا کاروبار کر کے بڑی مشکل سے گھر کی کفالت کرتی ہے۔اسرار دسویں جماعت کا امتحان دے کر اپنے دوستوں کے ساتھ ممبئی چلا آتا ہے۔اسے کوئی جدو جہد نہیں کرنی پڑتی۔رہنے کے لیے جماعت کی کھولی ہے۔اچھے دوست مل جاتے ہیں جو اسے ممبئی دکھاتے ہیں۔ایک دوست محمد علی وِنو کے ذریعے اسے ملازمت مل جاتی ہے۔وہی اسے جسم فروشی کے اڈوں پر لے جاتا ہے جہاں ایک لڑکی شانتی اور بار گرل پشو پتی سے ملتا ہے۔ممبئی آنے سے قبل وہ اپنی کلاس ٹیچر جمیلہ مس کے ساتھ پہلے جنسی تجربے کی لذت سے آشنا ہو چکا ہے۔حاجی علی کی درگاہ پر فال اکینیوکس (Fall Equinox) کے دن ایک لڑکی حنا سے ملتا ہے۔اس لڑکی میں چھپی مقناطیسی کشش اسے اپنی جانب کھینچتی ہے۔کسی انجانی قوت کے زیر اثر وہ اس کی طرف کھینچتا چلا جاتا ہے۔وہ دونوں ایک دوسرے سے سچا عشق کرنے لگتے ہیں۔تب اسرار کو احساس ہوتا ہے کہ جمیلہ مس اور اس کے جنسی تعلق میں ایک آنچ کی کسر رہ گئی تھی۔اس تعلق میں عشق کی شرکت نہیں تھی۔وہ ایک بے کیفی سی محسوس کرتا ہے۔اس حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے کہ جمیلہ مس اور شانتی اس کے جنسی تموج کی محفوظ پناہ گاہیں ہیں۔وہ اپنی ماں کو معاف کر دیتا ہے۔کیوں کہ نفس کی آوارگی میں ایک جذبہ درگذر بھی ہوتا ہے۔محمد علی وِنو کے درد کو سمجھتا ہے۔اسے اس کی ماں

کے انجام سے باخبر نہیں کرتا۔ اسرار ایک معمولی سا انسان ہے اس کے پاس کوئی غیر معمولی صلاحیت نہیں ہے۔ وہ کوئی بڑا خواب نہیں دیکھتا۔ زندگی میں بہت اتار چڑھاؤ نہیں ہیں۔ اس کی عمر بہت مختصر ہے۔ اس کا سب سے بڑا وصف والہانہ عشق ہے۔ اس عشق میں حنا اور وہ نفس کی گمشدگی کا لمحہ پا لیتے ہیں جسے نروان کہتے ہیں۔ فطرت اسے برداشت نہیں کر سکتی۔ وہ نفس کے غائب حاضر غائب لمحے میں داخل ہوئے ہی تھے کہ ایک سرکش موج طیش میں آ کر اپنا سر اس پتھر پر مارتی ہے جس پر دونوں ایک دوسرے میں گم ہو چکے تھے۔ موجیں پے در پے حملے کرتی ہیں۔ وہ سمندر میں ڈوب جاتے ہیں۔ سمندر انہیں یہ جتلانے کے لیے اوپر اچھالتا ہے کہ ساحل بہت دور ہے۔ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے ہیں ان کی آنکھوں میں ایک دوسرے کے لیے صرف اور صرف بے پناہ عشق تھا۔ اس خوب صورت موڑ پر اسرار اور حنا کی زندگی کے ساتھ ناول بھی ختم ہو جاتا ہے۔

حنا ایک خوب صورت سیدھی سادھی معصوم لڑکی ہے۔ ناول کے نسوانی کرداروں میں وہی ایسا کردار ہے جو Virgin ہے۔ شادی سے قبل جنسی تعلقات رکھنے کی بھی وہ قائل نہیں۔ کوئی ان دیکھی طاقت اور انجانی کشش اسے اسرار سے ملاتی ہے اور وہ اس سے سچا عشق کرنے لگتی ہے۔ اسرار کی شخصیت کے دو پہلو اسے بہت متاثر کرتے ہیں۔ اس کی آنکھوں کا ہلکا سبز مائل رنگ جس میں بے پناہ جاذبیت تھی۔ یہی خاص کشش خود حنا کی آنکھوں میں بھی تھی دوسرے اسرار کا والہانہ انداز میں عشق کرنا۔ یہ شخص اس کے باپ کی ضد تھا۔ اس کا باپ بہت اچھا انسان تھا لیکن اس کی ماں سے محبت نہیں کرتا تھا۔ وہ اپنی ماں کی زندگی تسلسل نہیں بننا چاہتی تھی وہ ایک ایسے شخص سے پیار کرنا چاہتی تھی جو اس کے ساتھ بے پناہ عشق کرے۔ وہ ایک ایسے آدمی کو اپنا ہم سفر بنانا چاہتی تھی جو اس کی ذات کا عکس ہو۔ اسرار کو وہ اپنے جذبات کا سحر اور اپنے نفس کا عکس سمجھتی تھی اس کی وارفتگی اور جنون اس کے اندر احساس تکمیلت پیدا کرتا تھا۔ فال اکینوکس (Fall Equinox) کے دن اسرار سے ٹکراتی ہے۔ وہ یہ نہیں جانتی کہ مصری تہذیب میں فال اکینوکس کو الہامی وقت قرار دیا جاتا ہے۔ اس روز دن اور رات کے درمیان یکساں تقسیم ہوتی ہے۔ رات سے قبل کا وقت موت اور تاریکی سے عبارت ہے۔ اس وقت کی ایک تعبیر یہ بھی ہے کہ ہر شئے کو پیدائش سے قبل مرجانا ہے۔ روشنی سے پہلے اندھیرے سے گزرنا ہے۔

دونوں کے عشق کی مدت بہت مختصر ہے۔ نو ماہ تین ہفتے اور چند روز حنا انجام سے بے خبر ہے وہ کچھ نہیں جانتی لیکن ایک لہری اس کے روح میں اٹھتی ہے احساس عشق کرب کی صورت اختیار کر لیتا ہے وہ رونے لگتی ہے۔ یہ آنسو وردۃ السعادۃ کی پیش گوئی کے یاد آنے سے امڈ آتے ہیں۔ وردۃ السعادۃ بتاتی ہے کہ اس وقت جب دن نہ دن ہوگا اور رات نہ رات ہوگی ایک لڑکا اچانک سامنے آ کر کھڑا ہو جائے گا۔ لگتا ہے بادل، پانی اور ہوا کو وہ لمحہ ناگوار گزرے گا جب تم دونوں ایک دوسرے کی روح کا ذائقہ چکھنے لگو گے۔ وہ لڑکا تجھے پیار کرے گا لیکن اس منظر کے آگے کچھ دکھائی نہیں دے رہا ہے۔ اندھیرا ہی اندھیرا ہے، بجلیاں اور برسات ہے۔ حنا اس پیش گوئی

سے خوف زدہ ہوکر ڈراونی خواب دیکھتی ہے اور پھر وہی ہوتا ہے جو وردۃ السعادۃ نے کہا تھا۔ حنا کی صرف ایک ہی دوست ودی ہے جو اس کی راز دار بھی ہے اور اس سے بہت مختلف بھی۔ وہ جنسی آزادی کی قائل ہے اور حنا شادی سے پہلے جنسی تعلق رکھنے کی مخالف ہے اور ایک ہی مرد سے تعلق رکھنا چاہتی ہے جو اس کا شوہر ہوگا۔ حنا کبھی یہ نہیں سوچتی کہ اسرار ایک معمولی سا ملازمت پیشہ انسان ہے۔ کھولی میں رہتا ہے اور عام مقامات پر گھومتا ہے۔ سڑک پر کھڑے ہوکر کباب کھاتا ہے۔ وہ اسے کرائے کے کیبن پر لے جاتا ہے جہاں لوگ آوارہ لڑکیوں اور فاحشہ عورتوں کو لاتے ہیں۔ برہنہ گفتاری کرتے ہیں۔ وہ اسرار کے عشق میں ڈوبی رہتی ہے۔ کوئی سوال نہیں کرتی کیوں کہ عشق کی شرع میں سوال کا گذر نہیں۔ عشق میں خودسپردگی ہوتی ہے۔

محمد علی دنو ہے۔ جو نقلی ہیروں کا کاروبار کرنے والے بہت بڑے تاجر کے پاس کام کرتا ہے۔ اس کی ہیروں کی پرکھ اور معلومات اس کے سیٹھ سے زیادہ ہے۔ اس کی ماں اپنے عاشق کے ساتھ بھاگ گئی اور باپ نے دوسری شادی کرلی تو وہ ممبئی آجاتا ہے۔ اپنی سوتیلی ماں اور بہنوں سے اس کے تعلقات اچھے ہیں۔ وہ اسرار کو پوری ممبئی گھماتا ہے۔ جسم فروشی کے اڈوں پر لے جاتا ہے۔ وہ اسرار کا راز دار ہے اس کا خیر خواہ ہے۔ کوٹھے اور ڈانس بار میں وہ مخصوص عورتوں سے تعلق رکھتا ہے۔ ایک شیعہ لڑکی سے پیار کرتا ہے وہ لڑکی سے بے تکلف ہے لیکن لڑکی نے کبھی اس سے پیار کا اقرار نہیں کیا۔ اسرار اور حنا بارش میں پھنس جاتے ہیں تو وہ ان سے رابطے کی کوشش کرتا ہے۔ وہی اسرار کو ممبئی کی طرز معاشرت سے واقف کرواتا ہے۔ 1992 کے فسادات کے بارے میں بتاتا ہے۔ اقلیتوں کو جس طرح چن چن کر نشانہ بنایا گیا اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ممبئی سیریل بلاسٹ کے بارے میں اس کا ایک نقطۂ نظر ہے۔ جب اسرار اس سے کہتا ہے کہ ''لیکن پھر بھی معصوم لوگ کو مارنا غلط ہے۔'' تو وہ کہتا ہے ''ایڑے وہ مرتے نہیں تو اپن بھی نہیں سکتے تھے۔ تبی کی سچویشن بہت ڈینجر تھی۔''

محمد علی فسادات کی تفصیل سناتے ہوئے بتاتا ہے کہ موئی بھائی (سیٹھ) کو کس طرح واگھ مارے نے بچایا ہے۔ درگاہ وقبرستان کے ساتھ مندر بھی توڑا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ فسادات اتنا بھیانک تھا کہ سرکاری مشنری ٹھپ ہوکر رہ گئی تھی۔ دو ہفتے مسلسل لوٹ مار ہوتی رہی۔ انتظامیہ تماشائی بنا رہا۔ بم بلاسٹ کے بعد ہی حالات قابو میں آئے تھے۔ اس لیے محمد علی کہتا ہے ''ہاں اللہ ان کو جنت نصیب کرے بدلہ نہیں لیتے تو ابھی تک پھٹی رہتی اپن لوگ کی'' محمد علی کا کردار ممبئی کے عام مسلمانوں کی نمائندگی کرتا ہے۔

حنا کے والد یوسف کا کردار ہے جس کا نام اس کے باپ نے تفسیر روح المانی رکھا یہ کتاب کا عنوان تھا لیکن باپ یہی نام رکھنے پر بضد تھا۔ ماں اسے یوسف پکارنے لگی۔ نام کے مسئلے پر ماں باپ میں تو تو میں میں ہونے لگی۔ یوسف کی عمر چار سال ہونے تک یہ جھگڑا چلتا رہا۔ یہ جھگڑا اتنا بڑھا کہ اس کی ماں اسے لے کر ممبئی آگئی۔ جب وہ پندرہ سال کا ہوا تو ملیریا کا شکار ہوکر اس کی ماں مرگئی۔ بارہویں جماعت میں فیل ہونے کے بعد اس نے تعلیم ترک کردی۔ میمن برادری کے ایک ٹرسٹ میں چند دن ملازمت کی اس کے بعد عطر کا کاروبار

کرنے لگا۔ ناگیاڑہ جنکشن سے ترقی کرکے فورٹ علاقے میں دوکان کھول لی۔ حنا اس کی تیسری اور چھوٹی بیٹی تھی۔ اپنے گاہک بورا شدے اس کی دوستی ہوجاتی ہے اس کی بیوی ایمل جوفرانس کی شہریت رکھتی ہے اور بیوروکریٹ ہے' کو دیکھ اسے خیال آتا ہے کہ ایمل ''بہشتی زیور'' ہے۔ ایمل اسے ایک نئے مذہب سے متعارف کرواتی ہے۔ وہ اسے ''پہلی بے وفائی'' کے بارے میں بتاتی ہے کہ ''پہلی بے وفائی کائنات کا سب سے مبہم گیم ہے۔ خدا چونکہ تنہائی کا شکار ایک غیر محفوظ' غیر ارادی قوت تھی' چنانچہ غیر محفوظ قوت ارادی نے اپنی تنہائی کو ختم کرنے کے لیے دوسری عظیم قوت کو بدنام کیا تا کہ غیر محفوظ قوت محفوظ ہوجائے''۔ ایمل شیطان پرست ہے۔ شیطان پرستوں کے دو نظریات نمایاں ہے۔ پہلا نظریہ' غیر مذہبی (Atheist) کہلاتا ہے۔ جس کے مطابق شیطان پرستی مذہب نہیں بلکہ نظریہ اور طرز فکر کا نام ہے اور یہ گروہ شیطان کی پوجا کرنے کے بجائے اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کو شیطان پرستی تصور کرتا ہے۔ دوسرا نظریہ مذہبی (Theist) کہلاتا ہے جس کے مطابق شیطان باقاعدہ ایک مافوق الفطرت ہستی اور معبود کا درجہ رکھتا ہے۔ اس کی پرستش کی جاتی ہے۔ رحمن عباس نے شیطان اور شیطان پرستی کی علامتوں اور نظریات کی تفصیل ایمل کی گفتگو اور وردۃ السعادۃ کے مطالعے کے ذریعہ بیان کی ہے۔ یوسف ایمل کی علیت' شخصیت اور حسن سے بے پناہ متاثر ہوتا ہے۔ یوسف کے عقیدے کو کریدا جاتا ہے اور مطمئن ہونے کے بعد اسے اپنی پارٹیوں میں شریک کیا جاتا ہے۔ یوسف کے عقاید میں کیا تبدیلی آئی اس کا پتہ تو نہیں چلتا لیکن بوراشد اور ایمل کو دیکھ کر وہ عجیب سے احساس کمتری میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ ایمل سے جنسی اختلاط کے بعد اسے اپنی بیوی درخشاں بدہیت کیڑا لگتی ہے اس کے پیٹ اور کمر کے گرد جمی چربی دیکھ کر وہ کراہیت محسوس کرتا ہے۔ وہ سوچتا ہے کہ وہ اس بدصورتی کو اب تک کیسے برداشت کرتا رہا۔ کیا پہلے اس کے حواس بیدار نہیں تھے؟

یوسف الگ رہنے کا فیصلہ کرتا ہے۔ وہ مہینے کے آخری دنوں میں گھر آتا اور چند گھنٹے قیام کرتا ہے۔ اخراجات کے لیے اچھی خاصی رقم دیتا ہے۔ وہ اپنے افراد خاندان کو یقین دلاتا ہے کہ وہ زندگی میں کبھی شادی نہیں کرے گا اور نہ درخشاں کو طلاق دے گا۔ چند ماہ بعد وہ اس خفیہ شیطانی گروہ کا رکن بن جاتا ہے۔ وہ پہلے سے زیادہ مہذب ہوجاتا ہے۔ اس کی انگریزی بہتر ہوجاتی ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ حنا کسی اچھے کالج میں داخلہ لے۔

حنا جب اس سے پوچھتی ہے کہ ''کیا آپ خوش ہیں'' وہ فلسفیانہ جواب دیتا ہے ''ہاں پہلے صرف موجود تھا اب خوش ہوں''

جب حنا اس جملے کا مطلب پوچھتی ہے تو کہتا ہے ''اب میں اپنے آپ سے بہت قریب ہوں اور میں اپنے آپ کو قبول کرنے لگا ہوں۔ ورنہ ہم جس طرح کے سماج میں پیدا ہوتے ہیں وہاں ہم دوسروں کی نقل ہوتے ہیں۔ ہمارا ہر عمل دوسروں کی توقع اور ان کے عمل کی کاپی ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ ہمارے خیالات بھی

محض نقل ہوتے ہیں؛..........ہم اس وقت صرف موجود ہوتے ہیں جب ہم خود کو دریافت کرنے کے بجائے دوسروں کی نقل کرتے ہیں''۔

اس طرح وہ خود کو دریافت کرتا ہے۔ حنا کو ایمل اور وردۃ السعادۃ سے ملواتا ہے۔ ایمل یوسف کی ملاقات مس تھامس سے کرواتی ہے جو حنا کے کالج میں لیکچرر ہے اور اس گروہ کی سرگرم رکن ہے۔ یوسف امریکہ جانے کا فیصلہ کرتا ہے۔ امریکہ سے واپس آتا ہے۔ اپنے بیٹیوں، دامادوں اور ان کے بچوں کو خوب خاطر تواضع کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ نیو یارک میں وہ اپنی دکان کی ایک شاخ کھولنے والا ہے۔ یوسف کا کردار جو شیطان پرستی کے انکشاف کے لیے خلق کیا گیا تھا یہاں ختم ہو جاتا ہے۔

شانتی ممبئی کے جسم فروش عورتوں کی نمائندگی کرتی ہے۔ جو تیرہ چودہ برس کی عمر سے روزانہ بیس تیس گاہک نمٹا رہی ہے۔ رحمٰن عباس لکھتے ہیں'' وہ زمین تھی۔ کیا طوائف زمین کے انحطاط کی علامت ہے؟ زرخیزی اور تخلیق کی موت کا اعلان؟ خدا جانے لیکن شانتی ایک زمین تھی جس میں تخلیق اور زندگی فنا ہو رہی تھی۔ یہ فنا پذیری بھی ارتقاء کے لیے لازمی تھی''۔

جسم فروشی کے یہ اڈے ممبئی کا لازمی جز ہیں اسی طرح جیسے ممبئی کے سلم، سمندر، ساحل اور اونچی اونچی عمارتیں ممبئی کو دوسرے شہروں سے مختلف بناتے ہیں۔ ممبئی میں بے شمار لوگ بے گھر ہیں یا کھولیوں میں زندگی گذارتے ہیں جہاں آدمی سوتے ہوئے کروٹ بھی نہیں لے سکتا۔ ایسے میں شادی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اگر شادی شدہ افراد بھی ہیں تو ان کی بیویاں مشترکہ خاندانوں میں رہتی ہیں یا اپنے گاوں میں۔ ممبئی میں سیاح بہت آتے ہیں۔ یہ جسم فروش لڑکیاں ان کی جنسی ضرورت کی تکمیل کرتی ہیں۔ شانتی بھی ایک ایسی ہی بے سہارا لڑکی ہے جس کے ماں باپ لاتور کے زلزلے میں مارے گئے اور ماما نے شادی کر کے دھوکہ دیا اور اسے جسم فروشی کے اڈے پر پہنچا دیا۔ اسرار، شانتی کے ساتھ ایک دوست اور ہمدرد کی طرح پیش آتا ہے۔ شانتی کا سلوک بھی اس کے ساتھ پیشہ وارانہ نہیں ہے۔

ودی، حنا کی دوست ہے۔ جنسی آزادی کی قائل ہے۔ ودی کا اپنے محبوب کے ساتھ جنسی عمل، تعلیمی تفریح کے دوران اس کے آزادانہ خیالات اور حرکتوں پر ناول نگار نے کئی صفحات ضائع کیے۔ اس کردار کا کوئی اہم رول بھی نہیں ہے۔ جمیلہ مس کے ساتھ کشتی کا سفر بھی کہانی میں کوئی خاص معنویت پیدا نہیں کرتا۔

رحمٰن عباس نے ممبئی کی فلم انڈسٹری سے صاف دامن بچا لیا۔ اونچے طبقے کی سرگرمیوں کو بھی صرف نظر کیا۔ شیطان پرستوں کی عیاشیاں ہیں جو ممبئی کے اونچے طبقے کی نمائندگی نہیں کرتے۔ ممکن ہے ان کا ایک مختصر سا گروہ ممبئی میں موجود ہو۔ سیاسی منظرنامے سے بھی انہوں نے گریز کیا ہے صرف ہلکے ہلکے اشارے کیے ہیں جیسے اسرار اور اس کے دوستوں کا ٹرین سے ممبئی آتے ہوئے سفر کے دوران لڑکوں کے ایک گروپ کا یہ ٹٹولنا کہ وہ مہاراشٹرائین، مراٹھی بولنے والے ہیں یا کسی اور علاقے سے آرہے ہیں۔ مسجد کے میناروں کے حوالے سے وہ

فسادات کا منظر نامہ پیش کرتے ہیں جس میں اقلیتوں پر ظلم اور اقلیتوں کے کردار کا انکشاف ہوتا ہے۔

''وہ لکھتے ہیں'' آسمان میں ایسے ستارے بھی ہیں جو نہ صرف 25 اگست 2003 کے مشاہد ہیں بلکہ 13 رجولائی 2011 کے دھماکے کا بھی پیشگی علم ہے۔ مزید برآں انہیں 11 جولائی 2006ء کے سلسلہ وار ٹرین بلاسٹ'26 نومبر کو ممبئی پر سمندر کے راستے ہونے والے حملے' گھاٹ کوپر اور دیگر مقامات پر ہونے والے بم دھماکوں کا بھی علم تھا''۔ (ص۔25)

رحمٰن عباس عجیب وغریب نام رکھتے ہیں جیسے مقام کا نام مابعد مورفو' کرداروں کے نام امام مجہور البخاری المعروف ہجر غلماں' سلیمان ولد منصور الحلاج' کتاب الطوسین' گجراتم دیسم کالعدم' یعقوب عمر ابن مقلب ماہیت' رنجیدہ مقلب' مدرسہ اہل عبث الفرجاء البلادات العربیہ وغیرہ۔ فرشتوں عزرائیل اور میکائیل کے ساتھ سنگھ لگا دیا۔ جن کا نام معتزلہ ہے۔

رحمٰن عباس کا بیانیہ تہہ دار ہے۔ وہ مناظر کو دہرا کر مستقبل سے حال اور حال سے ماضی کی طرف مراجعت کرتے ہیں۔ جیسے ناول کا پہلا صفحہ من وعن صفحہ 306 اور صفحہ 348-349 پر دہراتے ہیں وہ بار بار یاد دلاتے ہیں کہ اسرار اور حنا کی زندگی کے آخری دن سمندر بہت طیش میں تھا۔ وہ ایسے واقعات درج کرتے ہیں جو برسوں بعد رونما ہونے والے ہیں جیسے:

''آج وہ جہاں کھڑے ہو کر تاج کو دیکھ رہے تھے ٹھیک اسی مقام سے پانچ سال بعد ہندوستان اور دنیا کا میڈیا تاج ہوٹل پر ہونے والے دہشت گردانہ حملے کی رپورٹنگ کرنے والا تھا (ص۔47)

''ٹھیک سات سال بعد جولائی مہینے کے آخری دنوں میں اتوار کی دوپہر کھولی میں محمد علی نے خواب میں اسرار کو دیکھا......اسرار کو اس نے تاج محل پر ہونے والے بہیمانہ حملے کی تفصیل سنانا چاہا تو اس نے انتہائی معصوم لہجے میں کہا'' اب میں وہاں نہیں ہوں جہاں دہشت گرد رہتے ہیں۔ (ص۔48)

''سلیم گھارے نے نو واردان کو ڈاک یارڈ اور نیوی کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا کہ نیوی نگر سے کچھ فاصلے پر مچھواروں کی ایک بستی ہے۔ یہ وہی بستی ہے جہاں چند سال بعد اجمل عسکری قصاب اپنے ساتھیوں کے ساتھ ممبئی میں داخل ہوا تھا۔ (ص۔54)

یہ کیسے ممکن ہے کہ چند سال بعد والا واقعہ واقعہ صیغہ ماضی میں سنایا جائے؟

''بارش کی بوندوں کی خوشبو کو نو ماہ تین ہفتے اور چند روز بعد وہ دوبارہ اسی شدت سے محسوس کرنے والا تھا۔ اس روز حنا کو اپنے اس احساس میں شامل کرتے ہوئے وہ کہنے والا تھا'' تیرے بدن کی خوشبو بارش کی بوندوں کی خوشبو کی طرح ہے۔''

وہ دن اسرار اور حنا کی زندگی کا آخری دن تھا۔'' (ص۔ 129)

اگر وہ ان کی زندگی کا آخری دن تھا تو پھر اسرار نو ماہ تین ہفتے بعد اس خوشبو کو کیسے محسوس کرنے والا تھا؟ ''وہ دن اسرار اور حنا کی زندگی کا آخری دن ہوگا'' لکھنا چاہیے تھا۔

تاج محل ہوٹل کے جس کمرے میں یوسف میمن اور بوراشد ابن علی انحراف ملاقات کرتے ہیں اس کی کھڑکی سے یوسف سمندر کی طرف دیکھتا ہے'' بارہ سال بعد اسی کھڑکی سے اجمل ابو قصاب کے ساتھی ابو مسلم شعیب نے گیٹ وے آف انڈیا اور سیاہ سیال سمندر پر اچٹتی سی نظر ڈالی تھی۔ وہ پورا واقعہ تفصیل سے دہراتے ہیں جس میں ابو شعیب اور علامہ جاوید مارے جاتے ہیں۔ ان کی روحیں گیٹ وے آف انڈیا کے محرابی ستون پر قیام کرنے لگیں کیوں کہ برزخ کا دروازہ بند تھا۔

رحمٰن عباس کا خیال ہے جو دہشت گرد مارے جاتے ہیں ان کی روح بھٹکتی رہتی ہے ان کو جن اور شیطان اپنے قابو میں کر لیتے ہیں۔

اگر یکم مئی ممبئی میں اسرار و شگفتہ کی زندگی کا پہلا دن تھا۔ جمعہ پچیس جولائی کو بارش شروع ہوتی ہے اور رات چار بجے تک خوب بارش ہوتی ہے۔ صبح کاذب کے وقت بارش رک جاتی ہے۔ دس بجے ملاڈ اسٹیشن پر اترتے ہیں۔ سوا گیارہ بجے وہ پہاڑی کی طرف چلنے لگتے ہیں۔ پہاڑی کے پاس سوا بارہ بجے پہنچتے ہیں۔ ڈیڑھ بجے بارش کے سبب تباہی شروع ہو جاتی ہے۔ سوا دو بجے لوکل ٹرینیں بند کر دی گئیں۔ اس کے بعد دونوں کی سرشاری کا بیان ہے۔ اس طرح یہ صرف تین مہینے کی کہانی ہے۔ اسرار بارش کی بوندوں کی خوشبو نو ماہ تین ہفتے اور چند دن بعد دوبارہ محسوس کرنے والا تھا۔ تو یہ مئی کسی اور سنہ کا اور جولائی کسی اور سنہ کا ہو سکتا ہے۔ کیوں کہ ناول نگار نے صرف مہینوں کے نام لکھے سال نہیں لکھا اس لیے یہ عرصہ طویل بھی ہو سکتا ہے۔

اکثر فلیش بیک میں کردار کی بجائے ہمہ بین مصنف بولنے لگتا ہے۔ رحمٰن عباس کی زبان بہت ہی نتھری ستھری ہے۔ کچھ مکالموں میں برہنہ گفتاری ناگوار گزرتی ہے لیکن یہ کرداروں کی زبان ہے اور ممبئی میں ہر جذبے کا اظہار راست کھلے الفاظ میں کیا جاتا ہے۔ تہذیب کا ملمع نہیں چڑھایا جاتا۔ جس طبقے کے کردار انہوں نے پیش کیے وہ وہی زبان بولتے ہیں جو رحمٰن عباس نے لکھی ہے۔

''روحزن'' اپنی نوعیت کا منفرد ناول ہے جو لیک سے ہٹ کر لکھا گیا ہے۔ اردو کے اہم ناولوں میں اس کا شمار کیا جا سکتا ہے۔

استفسار جے پور

 20-21 | کتابی سلسلہ | جنوری تا جون 2019ء

مدیران

شین کاف نظام
کلوں کی گلی، کبوتروں کا چوک،
جودھپور (راجستھان)
M. 9414136313

عادل رضا منصوری
413، مہیما ہیریٹج، سینٹرل اسپائن
ودیادھر نگر، جے پور (راجستھان)
M. 9829088001

ٹائٹل کیلی گرافی : خالد کرّار
کور پیج ڈزائن : عادل رضا منصوری

ترسیل زر کا پتہ

413، مہیما ہیریٹج، سینٹرل اسپائن، ودیادھر نگر، جے پور (راجستھان)
413, Mahima Heritage, Central Spine, Vidyadhar Nagar, JAIPUR
(Rajasthan) INDIA
E-mail : Istifsaar@gmail.com • aadilmansoori@gmail.com
Website : www.istifsaar.com
Mobile : +91-9829088001

استفسار
ISSN 2394-0778
مدیران: شین کاف نظام • عادل رضا منصوری